الموحدین ویب سائٹ پیش کرتے ہیں

مسلم قومیت کی بدعت

الامام سید ابو الاعلی مودودی رحمہ اللہ

ماخوذ از ترجمان القرآن نومبر (۱۹۳۹)

مسلم قومیت کی بدعت

الامام سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ

دعوت انبیاء کا مطالعہ کریں تو اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لینے کے بعد اگر کسی اجتماعی فرض کا کوئی نقشہ آپ کے قلب وذہن میں بنتا ہے تو وہ ایک 'اصولی تحریک' کا قیام ہی کہلا سکتا ہے مگر واقعاتی دنیا میں آئیں تو آپ ششدر رہ جاتے ہیں کہ وہی اسلام جو عقیدہ اور عمل کا مجموعہ ہے اور جو موروثی فضیلت یا علاقائی برتری اور نسلی بالادستی کا سب سے بڑا مخالف اور اس کی میزان میں اتباع حق کے سامنے قومی مفاد کوئی وزن ہی نہیں رکھتا۔۔۔آج وہ اسلام خود ایک 'قوم' بنا دیا گیا ہے عقیدہ وعمل کی کوئی شرط رکھے بغیر ایک وراثت کی طرح نسل در نسل منتقل ہوتا ہے۔اور ایسی نسل کی ترقی ہی اسلام کی ترقی کہلاتی ہے مسلمان نام کی اس نسل کو دوسری اقوام پر فتح دلانا اب اسلام کی فتح ہے۔جو اسلام پوری انسانی زندگی کو اپنے نقشے پر بدل دینے کا مطالبے پر بضد رہا تھا اور باطل سے دست وگریباں رہنا دنیا میں اس کا امتیاز ہوا کرتا تھا اب نہ صرف وہ باطل نظاموں کے زیر سایہ ہنسی خوشی بس لیتا ہے بلکہ ان شرکیہ نظاموں کی خدمت وترقی کی غرض سے اپنے پیروکاروں کو ان سے صلح جوئی اور وفاداری کے سبق بھی دینے لگا ہے۔

اسلام کے معنی ومفہوم میں اس قدر بڑی حیرت انگیز تبدیلی جو بجا طور پر تاریخ اسلام کی چند بڑی بدعات اور عظیم ترین انحرافات میں سے ایک کہلا سکتی ہے ''مسلم قومیت'' کے نام سے منسوب ہوئی۔یہی بدعت آگے چل کر وطنیت ،علاقائیت اور جمہوریت وغیرہ ایسی گمراہیوں کو جنم دیتی رہی ہے اسی نے پچھلے سو سال کے عرصے میں مسلم خون کی بھینٹ لی اور آئندہ بھی نظر آتا ہے کہ اس گمراہی کا علاج نہ کیا گیا تو اسلام کی راہ میں جو کچھ دیا جائے گا وہ اسی کو وصول ہوتا رہے گا۔قومیت کا یہ بت توڑنا اس لیے آسان نہیں کہ اس نے عبائے اسلام باقاعدہ زیب تن کر کر رکھی ہے مگر فرزندان اسلام کو اللہ وحدہ لاشریک کے آگے جھکانے کے لیے اس بدعت ضلالت کا پردہ چاک کر دینا بہر حال ضروری ہے اور اس دور کا ایک بہت بڑا فریضہ۔

ویسے توامت اسلام کسی دور میں خیر سے یکسر محروم نہیں رہی مگر بر صغیر میں قومیت کے اس بت کے خلاف ایک منظم اور مسلسل آواز آج سے ساٹھ ستر برس قبل اٹھائی گئی ہمارے علم میں اس بدعت ضلالت کے خلاف اس سے بہتر اور اس قدر واضح آواز بر صغیر کی تاریخ میں نہیں سنی گئی: (مدیر ایقاظ)

'' مسلمان کے نام سے جو یہ قوم اس وقت موجود ہے وہ خود بھی اس حقیقت کو بھول گئی ہے اور اس کے طرز عمل نے دنیا کو بھی یہ بات بھلادی ہے کہ اسلام اصل میں ایک تحریک کا نام ہے جو دنیا میں ایک مقصد اور کچھ اصول لے کر اٹھی تھی اور مسلمان کا لفظ اس جماعت کے لیے وضع کیا گیا تھا۔ جو اس تحریک کی پیروی اور علمبر داری کے لیے بنائی گئی تھی تحریک گم ہو گئی اس کا مقصد فراموش کر دیا گیا۔ اس کے اصولوں کو ایک ایک کر کے توڑا گیا۔ اور اس کا نام اپنی تمام معنویت کھودینے کے بعد اب محض ایک نسلی و معاشرتی قومیت کے نام کی حیثیت سے استعمال کیا جارہا ہے حد یہ ہے کہ ان مواقع پر بھی بے تکلف استعمال کیا جاتا رہا ہے جہاں اسلام کا مقصد پامال ہوتا ہے، جہاں اس کے اصول توڑے جاتے ہیں جہاں اسلام کے بجائے غیر اسلام ہوتا ہے۔

بازاروں میں جایئے ''مسلمان رنڈیاں'' آپ کو کوٹھوں پر بیٹھی نظر آئیں گی اور ''مسلمان زانی'' گشت لگاتے ملیں گے جیل خانوں کا معائنہ کیجئے ''مسلمان چوروں''، ''مسلمان ڈاکوؤں'' اور ''مسلمان بدمعاشوں'' سے آپ کا تعارف ہو گا۔ دفتروں اور عدالتوں کے چکر لگایئے رشوت خوری، جھوٹی شہادت، جعل، فریب، ظلم اور ہر قسم کے اخلاقی جرائم کے ساتھ آپ لفظ 'مسلمان' کا جوڑ لگا ہوا پائیں گے سوسائٹی میں پھریئے کہیں آپ کی ملاقات '' مسلمان شرابیوں'' سے ہو گی، کہیں آپ کو ''مسلمان قمار باز'' ملیں گے۔ کہیں '' مسلمان سازندوں'' اور ''مسلمان گویوں'' اور ''مسلمان بھانڈوں'' سے آپ دوچار ہونگے۔

بھلا غور تو کیجئے یہ لفظ ''مسلمان'' کتنا ذلیل کر دیا گیا ہے اور کن کن صفات کے ساتھ جمع ہو رہا ہے۔ مسلمان اور زانی! مسلمان اور شرابی! مسلمان اور قمار باز! مسلمان اور رشوت خور! اگر وہ سب کچھ جو ایک کافر کر سکتا ہے وہی ایک مسلمان بھی کرنے لگے تو پھر مسلمان کے وجود کی دنیا میں حاجت ہی کیا ہے اسلام تو نام ہی اس تحریک کا تھا جو دنیا سے ساری بداخلاقیوں کو مٹانے کے لیے اٹھی تھی اس نے مسلمان کے نام سے ان چیدہ آدمیوں کی جماعت بنائی تھی جو خود بلند ترین اخلاق کے حامل ہوں اور اصلاح اخلاق کے علمبر دار بنیں۔ اس نے اپنی جماعت میں ہاتھ کاٹنے کی ، پتھر مار مار کر ہلاک کر دینے کی، کوڑے برسا برسا کر کھال اڑا دینے کی، حتیٰ کہ سولی پر چڑھا دینے کی ہولناک سزائیں

اسی لیے تو مقرر کی تھیں کہ جو جماعت دنیا سے زنا کو مٹانے اٹھی ہے خود اس میں کوئی زانی نہ پایا جائے جس کا کام شراب کا استیصال ہے وہ خود شراب خوروں کے وجود سے خالی ہو۔ جسے چوری اور ڈاکہ کا خاتمہ کرنا ہے خود اس میں کوئی چور اور ڈاکو نہ ہو۔

اس کا تو مقصد ہی یہ تھا کہ جنہیں دنیا کی اصلاح کرنی ہے وہ دنیا بھر سے زیادہ نیک سیرت، عالی مرتبہ اور باوقار لوگ ہوں اسی لیے قمار بازی، جعل سازی اور رشوت خوری تو درکنار اس نے تو اتنا بھی گوارانہ کیا کہ کوئی مسلمان سازندہ اور گویّا ہو۔ کیونکہ مصلحین اخلاق کے مرتبہ سے یہ بھی گری ہوئی چیز ہے جس اسلام نے ایسی سخت قیود اور اتنے شدید ڈسپلن کے ساتھ اپنی تحریک اٹھائی تھی اور جس نے اپنی جماعت میں چھانٹ چھانٹ کر بلند ترین کیریکٹر کے آدمیوں کو بھرتی کیا تھا اس کی رسوائی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ رنڈی اور بھڑوے اور چور اور زانی تک کے ساتھ لفظ 'مسلمان' کا جوڑ لگ جائے۔ کیا اس قدر ذلیل اور رسوا ہو جانے کے بعد بھی 'اسلام' اور 'مسلمان' کی یہ وقعت باقی رہ سکتی ہے کہ سر اس کے آگے عقیدت سے جھک جائیں اور آنکھیں اس کیلئے فرش راہ بنیں؟ جو شخص بازار بازار اور گلی گلی خوار ہو رہا ہو کیا کبھی اس کے لیے بھی آپ نے کسی کو ادب سے کھڑے ہوتے دیکھا ہے؟

یہ تو بہت ذلیل طبقہ کی مثال تھی اس سے اونچے تعلیم یافتہ طبقہ کی حالت اور زیادہ افسوس ناک ہے۔ یہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اسلام ایک نسلی قومیت کا نام ہے اور جو شخص مسلمان ماں باپ کے ہاں پیدا ہوا ہے وہ بہر حال مسلمان ہے خواہ عقیدہ و مسلک اور طرز زندگی کے اعتبار سے وہ اسلام کے ساتھ کوئی دور کی مناسبت بھی نہ رکھتا ہو۔ سوسائٹی میں آپ چلیں پھریں تو آپ کو ہر جگہ عجیب و غریب قسم کے 'مسلمانوں' سے سابقہ پیش آئے گا۔ کہیں کوئی صاحب خدا اور رسالت اور آخرت کے قطعی منکر ہیں اور کسی مادہ پرستانہ مسلک پر پورا ایمان رکھتے ہیں مگر ان کے 'مسلمان 'ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ایک تیسرے صاحب سود کھاتے ہیں اور زکوٰۃ کا نام تک نہیں لیتے مگر ہیں یہ بھی 'مسلمان' ہی۔

ایک اور بزرگ بیوی اور بیٹی کو میم صاحبہ یا شریمتی جی بنائے ہوئے سنیما لیے جا رہے ہیں۔ یا کسی رقص و سرور کی محفل میں صاحب زادی سے وائلن بجوا رہے ہیں مگر آپ کے ساتھ بھی لفظ 'مسلمان' بدستور چپکا ہوا ہے۔

ایک دوسرے ذات شریف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تمام فرائض سے مستثنیٰ ہیں شراب، زنا، رشوت۔ جوا اور ایسی سب چیزیں ان کے لیے جائز ہو چکی ہیں حلال و حرام کی تمیز سے نہ صرف خالی الذہن ہیں بلکہ اپنی زندگی کے کسی معاملہ میں بھی ان کو یہ معلوم کرنے کی پرواہ نہیں ہوتی کہ اللہ کا قانون اس بارے میں کیا کہتا ہے خیالات، اقوال اور اعمال میں ان کے اور ایک کافر اور مشرک کے درمیان کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ مگر ان کا شمار بھی 'مسلمانوں' ہی میں ہوتا ہے۔ غرض اس نام نہاد مسلم سوسائٹی کا جائزہ لیں گے تو اس میں آپ کو بھانت بھانت کا 'مسلمان' نظر آئے گا مسلمان کی اتنی قسمیں ملیں گی کہ آپ شمار نہ کر سکیں گے۔ یہ ایک چڑیا گھر ہے جس میں چیل کوے، گدھ، بٹیر، تیتر اور ہزاروں قسم کے جانور جمع ہیں اور ان میں سے ہر ایک 'چڑیا' ہے کیونکہ چڑیا گھر میں ہے۔

پھر لطف یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام سے انحراف کرنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان کا نظریہ اب یہ ہو گیا ہے کہ 'مسلمان' جو کچھ بھی کرے وہ 'اسلامی' ہے حتیٰ کہ اگر وہ اسلام سے بغاوت بھی کرے تو وہ اسلامی بغاوت ہے یہ بینک کھولیں تو اس کا نام 'اسلامی بینک' ہو گا، یہ انشورنس کمپنی قائم کریں تو وہ 'اسلامی انشورنس کمپنی' ہو گی، یہ جاہلیت کی تعلیم کا ادارہ کھولیں تو وہ ' مسلم یونیورسٹی'، 'اسلامیہ کالج' یا 'اسلامیہ اسکول' ہو گا، ان کی کافرانہ ریاست کو 'اسلامی ریاست' کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ (اس وقت دنیا میں ایسی اسلامی ریاستوں کی تعداد ۵۵ تک پہنچتی ہے اللہ کرے زور حریت اور زیادہ)۔

ان کے فرعون اور نمرود، 'اسلامی بادشاہوں' کے نام سے یاد کئے جائیں گے ان کی جاہلانہ زندگی 'اسلامی تہذیب و تمدن' قرار دی جائے گی۔ ان کی موسیقی، مصوری اور بت تراشی کو 'اسلامی آرٹ' کے معزز لقب سے ملقب کیا جائے گا ان کے زندقے اور اوہام لاطائل کو 'اسلامی فلسفہ' کہا جائیگا۔ حتیٰ کہ یہ سوشلسٹ بھی ہو جائیں تو 'مسلم سوشلسٹ' کے نام سے پکاریں جائیں گے ان سارے ناموں سے آپ آشنا ہوں چکے ہیں اب صرف کسر باقی ہے کہ 'اسلامی شراب خانے' ، 'اسلامی قحبہ خانے' اور 'اسلامی قمار خانے' جیسی اصطلاحوں سے بھی آپ کا تعارف شروع ہو جائے۔ مسلمانوں کے اس طرز عمل نے اسلام کے لفظ کو اتنا بے معنی کر دیا ہے کہ ایک کافرانہ چیز کو 'اسلامی کفر' یا 'اسلامی معصیت' کے نام سے موسوم کرنے میں اب کسی تناقض فی الاصطلاح Contradiction in terms کا شبہ تک نہیں ہوتا۔ حالانکہ اگر کسی دکان پر آپ 'سبزی خوروں کی دکان گوشت' یا ولایتی سودیشی بھنڈار' کا بورڈ لگا دیکھیں یا کسی عمارت کا نام ''موحدین کا بت خانہ'' سنیں تو شاید آپ سے ہنسی ضبط نہ ہو سکے گی۔

جب افراد کی ذہنیتوں کا یہ حال ہے تو قومی اور قومی پالیسی کا اس تناقض سے متاثر نہ ہونا امر محال ہے آج مسلمانوں کے اخباروں اور رسالوں میں ، مسلمانوں کے جلسوں اور انجمنوں میں مسلمان پڑھے لکھے طبقہ میں آپ ہر طرف کسی چیز کی پکار سنتے ہیں ؟ بس یہی نا کہ سرکاری ملازمتوں میں ہمیں جگہیں ملیں ۔ غیر الٰہی نظام حکومت کو چلانے کے لیے جس قدر پرزے درکار ہیں ان میں سے کم از کم اپنے پرزے ہم پر مشتمل ہوں شریعت ساز مجلسوں (Lagislatives) کی نشستوں میں کم از کم اتنا تناسب ہمارا ہو ''من لم یحکم بماانزل اللہ '' میں کم سے کم اتنے ہی فیصدی ہم بھی ہوں ''والذین یقاتلون فی سبیل الطاغوت'' میں غالب حصہ ہمارا ہی رہے اسی کی ساری چیخ وپکار ہے ۔اسی کا نام اسلامی مفاد ہے اسی محور پر مسلمانوں کی قومی سیاست گھوم رہی ہے یہی گروہ عملاً اس وقت مسلم قوم کی پالیسی کو کنٹرول کر رہا ہے حالانکہ ان چیزوں کو نہ صرف یہ کہ اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ اس کی عین ضد ہیں ۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر اسلام ایک تحریک کی حیثیت سے زندہ ہوتا تو کیا اس کا نقطہ نظر یہی ہوتا؟

کیا کوئی اجتماعی اصلاح کی تحریک اور کوئی ایسی جماعت جو خود اپنے اصول پر دنیا میں حکومت قائم کرنے کا داعیہ رکھتی ہو کسی دوسرے اصول کی حکومت قائم کرنے کا داعیہ رکھتی ہو کسی دوسرے اصول کی حکومت میں اپنے پیرووٴں کو کل پرزے بننے کی اجازت دیتی ہے ؟ کیا کبھی آپ نے سنا ہے کہ اشتراکیوں نے بینک آف انگلینڈ کے نظام میں اشتراکی مفاد کا سوال اٹھایا ہو یا فاشسٹ گرانڈ کونسل میں اپنی نمائندگی کے مسئلہ پر اشتراکیت کی بقاو فنا کا انحصار رکھا ہو ؟ اگر آج روسی کمیونسٹ پارٹی کا کوئی ممبر نازی حکومت کا وفادار خادم بن جائے تو کیا آپ توقع کرتے ہیں کہ ایک لمحہ بھر کیلئے بھی اسے پارٹی میں رہنے دیا جائے گا ؟ اور اگر کہیں وہ نازی آرمی میں داخل ہو کر نازیت کو سربلند کرنے کی کوشش کرے تو کیا آپ اس کی جان کی سلامتی کی بھی امید کر سکتے ہیں ؟ مگر یہاں آپ کیا دیکھ رہے ہیں اسلام جس روٹی کو زبان پر رکھنے کی اجازت بھی شاید انتہائی اضطرار کی حالت میں دیتا اور جس کو حلق سے اتارنے کے لیے (غیر باغ ولا عاد) کی شرط لگاتا اور پھر تاکید کرتا کہ جس طرح سخت بھوک کی حالت میں جان بچانے کے لیے سور کھایا جا سکتا ہے اسی طرح بس یہ روٹی بھی بقدر سدر مق کھالو ۔ یہاں اس روٹی کو نہ صرف یہ کہ ھنیئاً مریئاً کرکے پورے انسباط کے ساتھ کھایا جاتا ہے ۔ بلکہ اسی پر کفر اور اسلام کے معرکے سر ہوتے ہیں اور اسی کو اسلامی مفاد کا مرکزی نقطہ قرار دیا جاتا ہے ۔اس کے بعد تعجب نہ کیجئے اگر ایک اخلاقی واجتماعی مسلک کی حیثیت سے اسلام کے دعوائے حکمرانی کو سن کر دنیا مذاق اڑانے لگے کیونکہ اسلام کی نمائندگی کرنے والوں نے خود اس کے وقار کو اور اس کے دعوے کو اپنے معبود شکم کے چرنوں میں بھینٹ چڑھا دیا ہے۔

(ماخوذ از ترجمان القرآن نومبر 1939)

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان
Website: http://www.muwahhideen.tk
Email: info@muwahhideen.tk